بدائع الصنائع

مفتی محمد ساجد میمن

"وہ کتابیں اپنے آباء کی"......اس عنوان کے تحت اسلام کے مصادر و مراجع میں سے کسی ایک کتاب کا تفصیلی تعارف پیش کیا جاتا ہے، اس بار فقہ حنفی کی مشہور کتاب "بدائع الصنائع" کا تعارف نذر قارئین ہے..................(مدیر)

کچھ مصنف کے بارے میں:......آپ کا نام نامی، نسب گرامی ابوبکر بن مسعود بن احمد کاسانی ہے، لقب ملک العلماء اور علاؤ الدین ہے۔ ائمہ کبار اور فقہائے نامدار میں آپ کا شمار ہوتا ہے، آپ چھٹی صدی ہجری کے مشہور حنفی عالم ہیں۔ آپ کی تاریخ ولادت کے ذکر سے کتب تاریخ و سیرت خاموش ہیں۔

"کاسان" کی تحقیق:......لفظ "کاسان" کے بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں: (۱)......امام زرکلی نے "الاعلام" میں "کاشان" ذکر کیا ہے۔(الأعلام: ۲/ ۷۰)۔ (۲)......امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ "قاسان" ہے، جو ترکستان میں نہر سیحون کے عقب میں واقع ہے۔(الفوائد البهية: ۵۳)۔ (۳)......"کاسان"، ترکستان کا ایک شہر جو نہر سیحون اور "شاش" کے عقب میں واقع ہے، اس کا شمار دنیا کے خوبصورت اور حسین شہروں میں ہوتا تھا، ترکیوں کے حملے میں تباہ و برباد ہوگیا۔(معجم البلدان: ۴/ ۴۳۰، الأنساب للسمعاني)

حصول علم اور اساتذہ:......آپ نے اپنے زمانہ کے نابغۂ روزگار علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیے، لیکن باعث حیرت بھی ہے اور افسوس بھی کہ آپ کے سوانح نگاروں نے آپ کے اساتذہ کا ذکر نہیں کیا، کتب سیر و تاریخ میں صاحب تحفۃ الفقہاء علاء الدین سمرقندی کے علاوہ آپ کے اساتذہ کا کوئی تذکرہ نہیں۔

آپ تاحیات درس و تدریس، فتاویٰ نویسی میں مشغول رہے اور علماء و طلبہ کے ایک جم غفیر نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا، لیکن یہاں بھی افسوس کے ساتھ یہی کہنا پڑ رہا ہے کہ سوانح نگاروں نے آپ کے تلامذہ کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ آپ کے

تلامذہ میں صرف آپ کے صاحبزدے ''محمود'' اوراحمد بن محمود الغزنوی مؤلف ''المقدمۃ الغزنویۃ'' کا تذکرہ ملتا ہے۔

رسوخ فی العلم...... اللہ تبارک وتعالیٰ امام موصوف کو علم وافر اور تفقہ فی الدین کامل درجہ میں عطا فرمایا تھا، سیرت نگاروں نے اس سلسلے میں آپ کے دو واقعات ذکر کیے ہیں، جن سے آپ کے رسوخ فی العلم کا اندازہ ہو جائے گا۔

پہلا واقعہ:...... ایک مرتبہ بلاد روم کا ایک فقیہ آپ سے اس مسئلہ میں مناظرہ کرنے آیا کہ ''اگر کسی مسئلہ میں دو مجتہدوں کا اختلاف ہو تو کیا دونوں حق پر ہیں یا ایک حق پر اور دوسرا ناحق پر؟''

رومی فقیہ کا کہنا یہ تھا کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک دونوں حق پر ہیں۔ جب کہ علامہ کاسانیؒ کا کہنا یہ تھا کہ نہیں، امام ابوحنیفہؒ کا مسلک اس بابت یہ ہے کہ دونوں میں سے ایک حق پر ہے اور دوسرا ناحق پر اور آپ کا جو قول ہے یہ امام ابوحنیفہ کا نہیں بل کہ یہ تو معتزلہ کا قول ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ میں رومی فقیہ اور علامہ کاسانی کے درمیان طویل مکالمہ اور مباحثہ ہوا اور بات طول اختیار کر گئی جس پر علامہ کاسانی نے غصہ میں آکر اس فقیہ کو مارنے کے لیے لاٹھی اٹھالی۔ جب اس بات کی خبر رومی بادشاہ کے صاحبزادے کو ہوئی تو اس نے غصہ میں کہا: ''اس کی یہ جرات کہ ہمارے فقیہ پر ہاتھ اٹھائے، اس کو ملک بدر کردو''۔ تو اس کے وزیر نے اس کو سمجھایا کہ ایسا فیصلہ اور حکم مت جاری کرو، یہ قابل احترام اور معزز شخصیت ہیں، ان کو ملک بدر کرنا مناسب نہیں، آپ ایسا کریں کہ ان کو بادشاہ نورالدین محمود کی خدمت میں بھجوادیں، چنانچہ آپ کو نورالدین محمود کی خدمت میں حلب بھجوادیا، نورالدین محمود نے آپ کو حلب کی ولایت عطا فرمائی۔ (الجواهر المضية: ٢/٢٤٤)

دوسرا واقعہ:...... ابوعبداللہ قاضی العسکر فرماتے ہیں: جب علامہ کاسانیؒ دمشق تشریف لائے تو وہاں کے فقہاء وعلماء ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے چند مسائل میں گفتگو کرنا چاہی تو آپؒ نے فرمایا: ''میں کسی ایسے مسئلہ میں گفتگو نہیں کروں گا جس میں فقہائے احناف میں سے کسی کا کوئی قول منقول ہو (بل کہ ایسا مسئلہ پیش کرو جس میں فقہائے احناف سے کوئی قول مروی نہ ہو)، چنانچہ تم لوگ کوئی ایک مسئلہ متعین کرلو جس میں یہ شرط پائی جاتی ہو تو میں کلام کرنے کے لیے تیار ہوں۔ چنانچہ ان فقہاء نے بہتیرے مسائل پیش کیے، آپ ہر مسئلہ کے بارے میں فرماتے کہ یہ میری شرط پر پورا نہیں اترتا کیوں کہ فلاں فلاں حنفی امام کا مسلک اس مسئلہ میں یہ منقول ہے...... فرماتے ہیں کہ وہ مسائل پیش کرتے رہے اور آپ ہر مسئلہ میں کسی نہ کسی حنفی امام کا مسلک بیان کرتے رہے، یہاں تک وہ لوگ تھک ہار گئے اور مجلس تکلم اختتام پذیر ہوگئی۔

(تاج التراجم، لقا سم بن قطلوبغا: ص٣٢٨)

وفات:...... ۱۰ رجب، ۵۸۷ھ بروز بعد نماز ظہر آپ کا انتقال ہوا، حلب کے قبرستان میں مقام ابراہیم خلیل اللہ میں اپنی زوجہ محترمہ فاطمہ کے پہلو میں آپ مدفون ہیں۔

ابن عدیم کہتے ہیں کہ میں نے ضیاء الدین حنفی سے سنا کہ علامہ کاسانیؒ کی وفات کے وقت میں ان کی خدمت میں موجود تھا، بوقت نزاع آپ سورۂ ابراہیم پڑھ رہے تھے جب اس آیت ﴿يثبت اللّٰه الذين آمنوا بالقول الثابت في

الحیوۃ الدنیا و في الآخرۃ﴾[سورہ ابراھیم:۲۷] پر پہنچے تو آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

کرامت:......سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کی اور آپ کی اہلیہ کی قبر پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

[الفوائد البھیۃ:۵۳،الجواھر المضیۃ:۲/۲٤٤، کشف الظنون:۱/۳۹٤، تاج التراجم، رقم:۳۲۸،معجم المؤلفین:۳/۷۵،الأعلام للزرکلي:۲/۷۰، سیر أعلام النبلاء:٤/۳۰۵،طبقات الفقھاء: ۱۰۲،حدائق الحنفیہ:ص۲۵٦]

تصنیفات وتالیفات:......علامہ کاسانیؒ کی صرف دو تصانیف کا ذکر ملتا ہے:(۱)......"السلطان المبین في أصول الدین".(۲) "بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع"اس وقت یہی کتاب ہمارے زیرِ تعارف ہے۔

زیر تعارف کتاب بدائع الصنائع:......"بدائع الصنائع" کا شمار فقہ حنفی کی جلیل القدر اور عظیم الشان کتب میں ہوتا ہے۔ ہزاروں مسائل و جزئیات پر مشتمل یہ کتاب اسم بامسمّیٰ ہے۔ یہ کتاب علامہ علاء الدین سمرقندی کی مشہور کتاب "تحفۃ الفقہاء" کی شرح ہے۔ کتاب کے مزید تعارف سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف تحفۃ الفقہاء کے مختصر حالات زندگی پیش کر دیے جائیں۔

مؤلف تحفۃ الفقہاء:......آپ کا نام ونسب اس طرح ہے:"محمد بن احمد بن ابی احمد سمرقندی" آپ کی کنیت ابوبکر اور لقب علاء الدین تھا۔ اپنے زمانہ کے مایہ ناز فقہاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ نے صدر الاسلام ابوالیسر محمد بن محمد بن عبدالکریم البزدوی اور ابوالمعین میمون بن محمد مکحولی سے علم حاصل کیا۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں آپ کی صاحبزادی فاطمہ، علامہ کاسانیؒ صاحب بدائع الصنائع اور صاحب ہدایہ کے استاذ محمد بن حسین بن ناصر البزنجی جیسے حضرات شامل ہیں۔

آپ کی وفات کے بارے میں مختلف اقوال ہیں :(۱) ...... ۵۳۹ھ ،(۲)......۵۵۲ھ ،(۳)......۵۵۳ھ (۴)......۵۷۵ھ(۵)......۵۴۰ھ

[الجواھر المضیۃ :۲/٦،الفوائد البھیۃ:ص۱۵۸، کشف الظنون :۱/۳۹٤، الأعلام للزرکلي:۷/۲۱۲،حدائق الحنفیہ :ص۲٦۷]

صاحب تحفہ کی صاحبزادی "فاطمہ" کا تعارف:......آپ کا نام فاطمہ بنت محمد بن احمد سمرقندی ہے۔ آپ نے علم فقہ اپنے والد سے حاصل کیا اور اپنے والد کی تالیف کردہ کتاب "تحفۃ الفقہاء" آپ کو ازبر تھی۔ آپ کا شمار اپنے زمانہ کی حسین اور خوب صورت عورتوں میں ہوتا تھا، جس کی بنا پر روم کے مختلف بادشاہوں نے آپ سے نکاح کا پیغام دیا، لیکن آپ کے والد نے قبول نہ کیا، جب علامہ کاسانیؒ نے بدائع الصنائع لکھ کر علامہ سمرقندی کی خدمت میں پیش کی تو آپ اس قدر خوش ہوئے کہ اپنی صاحبزادی کا نکاح علامہ کاسانی کے ساتھ کر دیا اور بدائع الصنائع کو اپنی صاحبزادی کا مہر قرار دیا۔[الفوائد البھیۃ:۵۳]

ابن العدیم فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا:"فاطمہ نقلِ مذاہب میں خوب ماہر تھیں، یہاں تک کہ جب ان کے شوہر علامہ کاسانی کسی مسئلہ میں پھنس جاتے تو فاطمہ اپنے شوہر کی رہنمائی کرتی تھیں، اور علامہ کاسانی خود بعض اوقات

حلِ مسائل کے لیے فاطمہ سے مدد لیتے تھے۔ آپ اپنے زمانہ کی ماہر مفقیہ تھیں، جب وہ کنواری تھیں تو فتوے پر ان کے اور ان کے والد علامہ سمرقندی کے دستخط ہوتے تھے، جب علامہ کاسانی سے ان کا عقد نکاح ہوا تو فتوے پر ان تینوں حضرات کے دستخط ہوا کرتے تھے"۔[الفوائد البهية :ص١٥٨]

کتاب کا نام اور وجہ تسمیہ:......کتاب کا پورا نام "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" ہے۔ یہ کتاب اسم بامسمّیٰ ہے، مصنفؒ نے جس حسنِ ترتیب کے ساتھ اس کتاب کو مرتب کیا ہے وہ اپنی مثال ہے، کتاب کی وجہ تسمیہ کا ذکر کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

"وسميته " بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع" إذ هي صنعة بديعة ، و ترتيب عجيب ، وترصيف غريب ؛ لتكون التسمية موافقة للمسمّى، والصورة مطابقة للمعنى ". [خطبة المؤلف:١/٦٤]

یعنی "میں نے اپنی اس تالیف کا نام "بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع" رکھا، کیوں کہ اس میں میرا انداز انوکھا اور نرالا ہے، اور ہر مسئلے کو اس قدر سلیقے سے ایک دوسرے سے مربوط کیا ہے جیسے موتی ہار میں، تاکہ نام مسمّی کے مطابق ہو اور ظاہر، باطن کے ہم آہنگ ہو......"۔

سبب تالیف:......مقدمہ میں کتاب کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے مصنفؒ لکھتے ہیں:

"قد كثر تصانيف مشايخنا في هذا الفن قديمًا و حديثًا ، و كلّهم أفادوا وأجادوا غير أنهم لم يصرفوا العناية إلى الترتيب في ذلك سوى أستاذي وارث السنة ومورثها الشيخ الإمام الزاهد علاء الدين رئيس أهل السنة محمد بن أحمد بن أبي أحمد السمرقندي ـ رحمه الله ـ فاقتديت به فاهتديت ، إذ الغرض الأصلي والمقصود الكلي من التصنيف في كل فن من فنون العلم هو تيسير سبيل الوصول إلى المطلوب على الطالبين ، وتقريبه إلى أفهام المقتبسين ، ولا يلتئم هذا المراد إلا بترتيب تقتضيه الصناعة و [توجبه] الحكمة ، وهو التصفح عن أقسام المسائل و فصولها ، و تخريجها على قواعدها وأصولها ،ليكون أسرع فهمًا ،وأسهل ضبطًا و أيسر حفظًا ، فتكثر الفائدة ، و تتوفر العائدة ، فصرفت العناية إلى ذلك ، وجمعت في كتابي هذا جملًا من الفقه مرتبة بترتيب الصناعي ، والتأليف الحكمي الذي ترتضيه أرباب الصنعة ، وتخضع له أهل الحكمة مع إيراد الدلائل الجلية والنكت القوية ، بعبارات محكمة المباني ،مؤدية المعاني ......"

مصنف نے کتاب کی جو وجہ تالیف لکھی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی بھی فن میں تصنیف وتالیف کا اصل مقصد یہی ہے کہ طالبین کو استفادہ میں سہولت اور آسانی ہو اور اس فن کے معانی اور مباحث کو سمجھنا اس کے لیے آسان ہو اور یہ مقصد اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا کہ جب تک کتاب کو بہترین انداز میں مرتب نہ کردیا جائے، اس کے لیے ضروری امر یہ ہے کہ ہر باب، فصل اور مسئلہ کو غور وفکر کے ساتھ دیکھا جائے اور اصول کلیہ کے مطابق ان کی تخریج کی جائے...... مصنف

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اس تالیف میں ان جملہ امور رعایت رکھی ہے تاکہ استفادہ کرنے میں آسانی ہو اور اس کتاب کی تالیف میں، میں نے "تحفۃ الفقہاء" کو بنیاد بنایا ہے۔

"بدائع الصنائع" علماء وفقہاء کی نظر میں:...... کسی بھی کتاب کے معتبر اور قابل استناد ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ہر زمانہ میں علماء وفقہاء نے اس کو قبول کیا ہو اور اس سے استفادہ کیا ہو، بدائع الصنائع ایسی کتاب ہے جو ہر زمانہ میں علماء وفقہاء کا مرجع رہی ہے اور اس جیسی بے مثال کتاب فقہ حنفی میں موجود نہیں۔ ذیل میں چند مایہ ناز محققین علماء وفقہاء کے اقوال نقل کرتے ہیں، جس سے کتاب کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے گا۔

خاتمۃ المحققین علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

"قوله: (كما في البدائع) هـذا الكتاب جليل الشأن، لم أر له نظيرًا في كتبنا، وهو للإمام أبي بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني شرح به "تحفة الفقهاء"...[حاشية ابن عابدين: ١/٢٢٥]

یعنی "بدائع الصنائع عظیم الشان کتاب ہے، میں نے اپنی کتابوں میں اس کی نظیر نہیں دیکھی"۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں:

"عراقی فقہاء حنفیہ کی تالیفات میں خراسانی فقہاء حنفیہ کی نسبت زیادہ رسوخ واتقان پایا جاتا ہے، لیکن کتاب البدائع باوجود یہ کہ اس کا مؤلف ملک العلماء ابوبکر کاشانی خراسانی ہے مگر اسکی یہ کتاب اتقان وثبت میں فقہائے عراق کی مثل ہے بلکہ حسن ترتیب میں ہمارے فقہاء حنفیہ رحمھم اللہ کی تمام کتابوں سے فائق ہے، یہ نہایت نادر المثال کتاب ہے، اگر کوئی عالم ژرف نگاہی اور دقت نظر سے اسکا مطالعہ کرے تو وہ فقیہ النفس بن جائے، یہ کتاب مدرس اور مؤلف کے لیے "مغنی" کی بنسبت زیادہ مفید ہے"۔ (تقدس انور: ۳۷۹)

مفتی محمود گنگوہیؒ، علامہ کشمیری کا قول نقل کرتے ہیں کہ شاہ صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ صاحب بدائع الصنائع ایسا آدمی ہے کہ قرآن وحدیث کا مغز نکال کر رکھ دیتا ہے"...... [ملفوظات فقیہ الامت: ۳/۲۲۹]

"بدائع الصنائع" سے متعلق حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے ارشادات:......

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے تذکرے میں مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ لکھتے ہیں: "اوقات فراغ میں حضرت "بدائع" کو اکثر دیکھا کرتے، بارہا سنا ہے کہ حضرت اسکے مصنف کو بہت دعائیں دیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ واقعی یہ شخص فقیہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسکو فقہ ہی کے واسطے پیدا فرمایا تھا"۔

مولوی ظفر احمد صاحبؒ نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ حضرت فقہ سے مناسبت پیدا ہونے کی کوئی صورت ارشاد فرمائیں۔ فرمایا: کہ مفتیوں کی عادت یہ ہے کہ صرف استفتاء آنے کے وقت کتابیں دیکھتے ہیں اس سے کام نہیں چلتا اور جواب میں بہت غلطی ہو جاتی ہے کیونکہ اس وقت جلدی میں ایک جگہ کو دیکھ کر جواب لکھ دیتے

ہیں حالانکہ دوسرے مقام پر اس مسئلہ کے اندر کافی تفصیل حاصل ہوتی ہے جس سے اس واقعہ مسئولہ کا حکم بدل جاتا ہے، پس فقہ سے مناسبت پیدا کرنے کے لیے ''شامی'' اور ''بدائع'' کو بالاستیعاب دیکھنا چاہیے۔

ہمارے حضرت گنگوہیؒ نے شامی کو کئی بار بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا ہے، اس وقت ''بدائع'' مطبوع نہیں ہوئی تھی، اب میں شامی کے ساتھ اسکے مطالعہ کو بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

حقیقت میں ''بدائع'' عجیب کتاب ہے، ایک بار فرمایا کہ ''جزئیات تو شامی میں زیادہ ہیں مگر اصول اور فقہ کی لمہ زیادہ بدائع میں ہیں کہ اس سے مناسبت ہو جائے تو فقہ میں طبیعت چلنے لگے''۔ (تذکرۃ الخلیل:۲۹۴)

فقیہ الامت مفتی محمود گنگوہیؒ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''بدائع الصنائع'' دیکھیے، اس میں اصول اور لمہ بہت زیادہ ہیں۔ جزئیات کے لیے ''شامی'' دیکھیے۔ [ملفوظات فقیہ الامت:۱/۳۳۴]

صاحب بدائع الصنائع کا اسلوب نگارش:...... بدائع الصنائع کے بارے میں کہا تو یہی جاتا ہے کہ یہ تحفۃ الفقہاء کی شرح ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ اس میں شرح والا اسلوب اور انداز نہیں پایا جاتا۔ عام طور پر شارحین کی عادت یہی ہوتی ہے کہ وہ پہلے اصل متن کو نمایاں کر کے ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد متن کی تشریح کرتے ہیں، جیسا کہ اکثر شروحات شامی، فتح القدیر اور عنایہ وغیرہ کی مثال ہمارے سامنے ہیں، جب کہ بدائع الصنائع میں غور کیا جائے تو اس میں یہ شرح والا اسلوب نظر نہیں آتا، انہوں نے کسی بھی طور پر تحفۃ الفقہاء کی ترتیب کو ملحوظ نہیں رکھا، بل کہ انہوں نے تو ایک منفرد اور نرالے انداز میں کتاب کو مرتب کیا ہے، البتہ یہ الگ بات ہے کہ علامہ کاسانی نے کتاب میں جابجا تحفۃ الفقہاء کے الفاظ اور ان کی تعبیرات کو اختیار کیا ہے۔

لہٰذا صحیح بات یہی ہے کہ بدائع الصنائع کو تحفۃ الفقہاء کی شرح کہنا تو مشکل ہے البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ علامہ کاسانی نے تحفۃ الفقہاء کو صرف اس لیے اپنے پیش نظر رکھا ہے کہ اس کا انداز اور ترتیب دیگر کتب فقہ سے منفرد ہے۔

علامہ کاسانی کا اسلوب اور انداز یہ ہے کہ سب سے پہلے ''کتاب'' کا عنوان ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد جو عنوان ہوتا ہے اس کی انواع ذکر کرتے ہیں، اس کے بعد ''فصل'' کے عنوان کے تحت ہر نوع کو جدا جدا بیان کرتے ہیں، پھر اگر اس کے تحت جداگانہ مسائل ہو تو ان کو بھی الگ الگ انواع میں تقسیم کرتے ہیں، مثلاً: كتاب الطهارة ...... الكلام في هذا الكتاب في الأصل في موضعين، أحدهما: في تفسير الطهارة، والثاني: في بيان أنواعها، أما تفسيرها . . . فصل: وأما بيان أنواعها فالطهارة في الأصل نوعان: طهارة عن الحدث . . . و طهارة عن الخبث ...... وأما الطهارة عن الحدث فثلاثة أنواع: الوضوء . . .

كتاب الصلاة . . . الصلاة في الأصل أربعة أنواع: (١) فرض (٢) واجب (٣) سنة (٤) نافلة. . . والفرض نوعان: فرض عين، و فرض كفاية. وفرض العين نوعان: أحدهما: الصلوات المعهودة في كل

کتاب کا مطبوعہ نسخے اوران کی خصوصیات:......اس وقت ہمارے پیش نظر بدائع الصنائع کے چار نسخے ہیں:

پہلانسخہ:......داراحیاء تراث العربی، بیروت لبنان کا شائع کردہ ہے، اسی نسخہ کا عکس پاکستان میں مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ نے شائع کیا ہے۔اس پر تحقیق وتعلیق کا فریضہ محمد عدنان بن یاسین درویش نے سرانجام دیا ہے۔یہ کل چھ جلدوں پر مشتمل ہے، کتاب کی ابتداء میں تقریباً ساٹھ صفحات پر محقق نے ایک مقدمہ لکھا ہے، جس میں صاحب بدائع الصنائع، صاحب تحفۃ الفقہاء اور بدائع الصنائع کا تعارف ہے اور فقہ حنفی اور فقہائے احناف کی مختصر تاریخ پیش کی ہے۔

کتاب پر تحقیق وتعلیق کے وقت محقق کے پیش نظر تین نسخے تھے:(۱)......الحاج عبد القادر آفندی کے کتب خانہ میں موجودنسخہ، یہ سات جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۲)......مکتبۃ الاسد، دمشق میں موجودنسخہ،اس کی صرف جلداول ہے جو کتاب الطہارۃ سے ''فصل صلاۃ الجنازۃ'' تک ہے۔

(۳)......دارالکتب القومیہ سے شائع کردہ نسخہ جودرحقیقت دونسخوں کوسامنے رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔اس میں سے پہلا نسخہ تین جلدوں پر مشتمل ہے،اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے محقق ''ج'' کا رمزاستعمال کرتے ہیں۔دوسرا نسخہ جو چار جلدوں پر مشتمل ہے،اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ''م'' کا رمزاستعمال کرتے ہیں۔ان تین نسخوں میں سے انہوں نے ''دارالکتب القومیہ'' والے نسخے کو بنیاد بنا کر تحقیق وتعلیق کا عمل انجام دیا ہے۔

فاضل محقق نے کتاب میں درج ذیل تحقیقی کام کیے ہیں:

(۱)......نسخوں کے درمیان تقابل کیا ہے اوران کے درمیان فرق کوواضح کیا ہے۔

(۲)......قرآنی آیات اوراحادیث مبارکہ کی تخریج کی ہے۔

(۳)......مبہم اور غیرواضح عبارات کی وضاحت کی ہے اورابہام کودور کیا ہے۔

(۴)......مفتی بہ اور غیر مفتی بہ مسائل کی وضاحت کی ہے۔

(۵)......کتاب میں جابجا جن فقہاء ومشاہر کا تذکرہ آیا ہے ان کا تعارف بھی پیش کیا ہے۔

(۶)......احناف کے علاوہ دیگر مسالک کے مسائل کے لیے ان کی اصل کتب کی طرف مراجعت کرکے ان کے حوالے ذکر کیے ہیں۔

(۷)......کتاب کے آخر میں ان تمام مراجع ومصادر کا باعتبار حروف تہجی ذکر کیا ہے جن سے محقق نے دوران تحقیق استفادہ کیا ہے۔

دوسرانسخہ:......''شیخ علی محمد معوض اور شیخ عادل احمد عبد الموجود'' کی تحقیق وتعلیق کے ساتھ 10 جلدوں میں دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان سے شائع ہوا ہے۔کتاب پر تحقیق وتعلیق کے وقت محققین کے پیش نظر ۹ نسخے تھے۔یہ سارے نسخے

دارالکتب المصریہ میں موجود ہیں، جن میں سے محققین نے دو نسخوں کو تحقیق کی بنیاد بنایا ہے، پہلا نسخہ ''مطبعۃ الخانجی'' کا شائع کردہ ہے، جو تین جلدوں پر مشتمل ہے، اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے'' أ'' کا رمز استعمال کرتے ہیں۔ دوسرا نسخہ جو چار جلدوں میں مکتبہ قاہرہ سے شائع ہوا ہے، اس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے''ب'' کا رمز استعمال کرتے ہیں۔

محققین نے نسخوں کے درمیان تقابل اور حاشیہ میں ان کے درمیان اظہار فرق کے علاوہ درج ذیل تحقیقی کام کیے ہیں:

(۱)......قرآنی آیات کے حوالے پیش کیے ہیں۔

(۲)......احادیث اور آثار کی تخریج کی ہے۔

(۳)......کتاب میں جن جن علماء وفقہاء کا اسم گرامی آیا، حاشیہ میں ان کا تعارف کردیا ہے۔

(۴)......غیر مفتیٰ بہ مسائل کی وضاحت کی ہے۔

(۵)......ایسے مسائل جن میں ابہام تھا، حاشیہ میں اس کی وضاحت کی ہے۔

(۶)......چند مقامات پر اصولی مسائل پر تعلیق وتحقیق ذکر کی ہے۔

(۷)......کتاب کی ابتداء میں جامع مقدمہ لکھا ہے، جو فقہ کی اہمیت وضرورت، فقہائے احناف کے طبقات، فقہ ابی حنیفہ اور اس کا منہج اور مولف کتاب کے تعارف پر مشتمل ہے۔

(۹)......فقہی اصطلاحات کی تعریف اور وضاحت کرتے ہیں۔

(۱۰)......ہر باب کی ابتداء میں اس باب سے متعلق فقہی اصطلاحات کی لغوی تحقیق ذکر کرتے ہیں۔

تیسرا نسخہ:......دارالحدیث، القاہرہ سے محمد محمد تامر محمد سعید زینی اور دجیہ محمد علی کی تحقیق کے ساتھ 9 جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ محققین نے دارالکتب المصریہ کے نسخہ کو بنیاد بنا کر تحقیق کے فرائض سرانجام دیے ہیں، جو ابواب اس نسخہ میں موجود نہیں تھے تو ان کے لیے دارالکتب العلمیہ کے شائع کردہ نسخہ سے استفادہ کیا ہے اور اس کی وضاحت بھی کردی ہے۔ مزید جو تحقیقی کام سرانجام دیے ہیں، وہ یہ ہیں: (۱)...... ہر مسئلہ کی اصل مراجع سے تخریج۔ (۲)......فقہی اصطلاحات کی تعریف و وضاحت۔ (۳)......قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کی تخریج۔ (۴)......کتاب میں جن علماء وفقہاء کا تذکرۃ آیا ہے ان کا تعارف ذکر کیا ہے۔

چوتھا نسخہ:......''مکتب البحوث والدراسات'' کے علماء کی تصحیح ونظر ثانی کے ساتھ دارالفکر بیروت نے 7 جلدوں میں شائع کیا ہے۔ لجنۃ العلماء نے مطبعۃ الجمالیہ، قاہرہ کے نسخہ کو پیش نظر رکھ کر تصحیح کا عمل سرانجام دیا ہے۔ اس نسخہ کی خصوصیات یہ ہیں: قرآنی آیات اور احادیث کے لیے مخصوص رسم الخط استعمال کیا ہے۔ علامات ترقیم کا خاص لحاظ رکھا ہے۔ علامہ کاسانیؒ کی رائے کو جسے وہ '' لنا '' کے عنوان سے ذکر کرتے ہیں، ان کو بولڈ کر کے ذکر کیا ہے۔

☆......☆......☆